خطبہ جمعہ

ہمارا خدا ہر ایک چیز کا نور اور زمین اور آسمان کا روشن کرنے والا ہے۔

مومنوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتے جاتے ہیں۔ مومن کی قوت متمیّزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز– فرمودہ ۲۱؍جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۱؍احسان ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج خدا تعالیٰ کی صفت اَلنُّوْر سے متعلق خطبہ دیا جائے گا۔ نُور کے معانی بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

نور، ایسی پھیلی ہوئی روشنی کو کہتے ہیں جو دیکھنے میں سر درہتی ہے۔ یہ دو قسم کا ہے، دنیوی اور اُخروی۔ دنیوی نور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایسا نور جس کو صرف بصیرت سے ہی سمجھا جا سکتا ہے جیسے نورِ عقل اور نورِ قرآن وغیرہ۔

دوسری قسم کا نور ایسا ہے جس کو ظاہر آنکھ سے بھی محسوس کیا جا سکتا ہے اور اس سے مراد روشنی دینے والے اجسام ہیں جیسے سورج اور چاند اور ستارے اور اسی طرح دوسرے روشنی دینے والے اجرام۔ اخروی نور کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا: ﴿يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾۔ نیز فرمایا: ﴿اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ﴾۔ وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ وہی ہے جو روشنی بخشنے والا ہے۔ فرمایا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض﴾۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے لئے لفظ نور اس لئے استعمال کیا کہ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بکثرت روشنی عطا کرنے والا۔

سورۃ البقرہ: ۲۵۸: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ. يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ. اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ. هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اَجْرَد ہے۔ ایسے دل میں ایک قسم کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ دوسرا اَغْلَف، تیسرا مَنْکُوْس اور چوتھا مُصْفَح ہے۔

اَجْرَد یعنی کینے اور دھوکے وغیرہ سے خالی دل مومن کا دل ہوتا ہے۔ اس میں موجود چراغ اس کا نُور ہوتا ہے اور اَغْلَف (یعنی پردوں میں لپٹا ہوا دل) کافر کا دل ہوتا ہے۔ اور مَنْکُوْس دل منافق کا دل ہوتا ہے جو حق کو جاننے کے باوجود اس کا انکار کرتا ہے۔ اور مُصْفَح، دوغلا پن رکھنے والا دل ہوتا ہے جس میں ایمان اور نفاق جمع ہوتے ہیں اور اس میں ایمان کی مثال ایک پودے کی طرح ہے جس کو طیب پانی تقویت دیتا ہے اور اس میں نفاق کی مثال اَلْسَر کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون دونوں ہوتے ہیں اور ان دونوں یعنی ایمان اور نفاق میں سے جو چیز بھی دوسری پر غالب آجاتی ہے، وہی دل پر غالب آجاتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المكثرين من الصحابه)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اَللّٰهُ وليُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾، اللہ جو سمیع علیم ہے۔ اس کی پہچان کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ وہ مومنوں کا والی بن جاتا ہے۔ اب مومنوں کی پہچان بتاتا ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نُور کی طرف آتے جاتے ہیں۔ ظلمت کیا ہے؟، جس میں تمیز نہ رہے۔ روشنی کیا ہے؟ جس میں تمیز ہو سکے۔ معمولی روشنی سُورج کی ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر نُور طبّ ہے جس سے انسان کے اندرونی امراض معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر نُورِ فلاسفہ ہے کہ وہ خط و خال سے، بال سے، آواز سے، ناک سے، ہونٹ سے کسی کے اخلاق پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جن کو اس سے بھی بڑھ کر انوار دیئے جاویں، وہ مومن ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُوْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ پس مومن ہونے کا نشان ہے کہ اس انسان کی قوت متمیّزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آتا جاتا ہے اور اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

ظلمتیں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک رسم کی، مثلاً شادی آگئی۔ اب رسم کہتی ہے کہ دس ہزار روپیہ خرچ کرو۔ اب گھر میں تو اپنے روپے نہیں، پس ساہوکاروں کے پاس جاتا ہے۔ وہ سُود مانگتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: جو سُود دیتا یا لیتا ہے، وہ خدا سے جنگ کرتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے ایک گناہ سے کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

پھر عادت کی ظلمت ہے۔ یہ عادت بُری بلاء ہے۔ جس چیز کی عادت پڑ جاوے، وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض کو قصہ سننے کی دھت ہوتی ہے۔ بعض کو ناول پڑھنے کی۔ بعض کو چاء پینے کی۔ حقہ پینے کی، پان کھانے کی۔ پھر ظلمت سے شہوت، حرص، غضب، سستی، کاہلی۔ پس یہ بات یاد رکھو کہ جس تعلیم سے قوّت ممیّزہ بڑھے، وہ سچی ہے۔" (ضمیمه اخبار بدر. قادیان. ۶/مئی ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلماتِ شک سے نورِ یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا کا کلام ہے جو يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ کا مصداق ہے۔" (نزول المسيح. صفحه ۹۲)

سورۃ النساء آیت ۱۷۵: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک بڑی حجت آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کر دینے والا نُور اتارا ہے۔

حضرت یزید بن حیّانؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور حُصَین بن سَبْرَۃ اور عمرو بن مُسلم ایک دفعہ حضرت زید بن اَرقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم اُن کے پاس بیٹھے تو حُصَین نے کہا: اے زید! آپ نے تو خیر کثیر پائی ہے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ کی باتیں سنیں، آپؐ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے، آپؐ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید! آپ نے تو واقعی

خیر کثیر پائی ہے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے، اس میں سے کچھ ہمیں بھی سنائیے۔

زیدؓ کہنے لگے: اے میرے بھتیجے! میری عمر بڑی ہوگئی ہے اور ایک زمانہ مجھ پر بیت گیا ہے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا یاد تھا، اس میں سے مجھے کچھ بھول گیا ہے۔ پس جو کچھ مَیں تمہارے سامنے بیان کروں اُسے قبول کرلینا اور جو بیان نہ کرسکوں، اُس کے لئے مجھے مکلّف نہ کرنا۔

پھر آپؓ کہنے لگے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک چشمے کے پاس جس کا نام خُم ہے، ہم سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! مَیں بھی بشر ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا پیغامبر میرے پاس آئے اور اس کی آواز پر لبیک کہوں۔ مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نُور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو اور اس سے چمٹے رہو۔ پس اس طرح آپؐ نے کتاب اللہ کے بارے میں وعظ و تحریص فرمائی۔

پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں۔

اس پر حُصین نے اُن سے کہا کہ اے زید! آپؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؐ (کے خاندان) کی مستورات آپؐ کے اہل بیت ہیں؟ انہوں نے کہا: بے شک آپؐ (کے خاندان) کی مستورات بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ تاہم (یہاں) اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپؐ کے بعد صدقہ حرام ہوگیا ہے۔ حُصین نے پھر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ زیدؓ نے جواب دیا کہ یہ آلِ علیؓ، آلِ عقیلؓ اور آل جعفرؓ اور آل عباسؓ ہیں۔ حُصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: ہاں۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل الصحابہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے لوگو! قرآن ایک برہان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نُور ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے۔" (کرامت الصادقین۔ صفحہ ۱۴)

سورۃ المائدہ: ﴿يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (سورۃ المائدہ ۱۶:۱۷) اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آچکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں سے چُھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرفِ نظر کر رہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آچکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر کی جانب سے ایک آواز سنی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان سے ایک دروازہ کھلنے کی آواز ہے، یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس دروازے سے ایک فرشتہ اُترا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اُترا ہے، یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا۔ چنانچہ اس (فرشتے) نے سلام کیا اور کہا: (اے محمد!) آپ کو دو ایسے نُوروں کی بشارت دی جاتی ہے جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ یہ دونوں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کی آخری آیات ہیں۔ ان دونوں میں سے آپ جو حرف بھی (بطور دعا) پڑھیں گے، وہ آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔ (مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ: ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا، تو وہ مومن نہیں۔" (ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۵/ اگست ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نُور رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی تمہارے پاس خدا کا نُور آیا ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ صفحہ ۳۶)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾ (سورۃ الانعام:۲)۔

تمام حمد اللہ ہی کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور نور بنائے۔ پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے ربّ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنا نُور ڈالا، پھر جس پر تو یہ نُور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا اور جس پر یہ نُور نہ پڑسکا وہ گمراہ ہوگیا۔ (ترمذی۔ کتاب الایمان)

حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی صبح کرے تو یہ دعا پڑھے: ہم نے صبح کی، اس حال میں کہ تمام بادشاہت اللہ ربّ العالمین کی ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے اس دن کی خیر، اس کی فتح و نصرت اور اس کا نور اور اس کی برکت اور اس کی ہدایت مانگتا ہوں۔ اور اس دن میں اور اس کے بعد جو شر ہے، اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب کوئی شام کرے تو یہی دعا مانگے۔ (سنن ابوداؤد۔ کتاب الادب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"روشنی اور اندھیرے کا فرق دوپہر اور آدھی رات کے وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ روشنی میں تمیز اور اندھیرے میں بے تمیزی ہوتی ہے...... اس میں اشارہ ہے کہ بے تمیزی سے تمیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے۔ اور اسی میں ثبوت ہے کہ بعثتِ نبوّت کا۔ عالم روحانی میں جب ظلمات بڑھے تو نُور ضروری ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۲۶/ اگست ۱۹۰۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس "منن الرحمان" میں سے:۔

"جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز کا نُور اور زمین اور آسمان کا روشن کرنے والا ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہی ہر یک طرح سے مبدء جمیع فیوض ہے اور وہی زمین اور آسمان کا خالق اور احسن الخالقین ہے۔ اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور ہونٹ دئے اور بچہ کو پستانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمال انسانی اٹھا نہ رکھا جس کی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہر یک مطلوب احسن طور سے ادا کیا۔" (منن الرحمن۔ صفحہ ۵۳۔۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"باوا صاحب (نانکؒ۔ ناقل)............ فرماتے ہیں۔

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اک نور سے سب جگ اُبجا کون بھلے کون مندے

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک نُور پیدا کر کے اس نُور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ پس پیدائش کی رُو سے تمام اَرواح نوری ہیں یعنی نیک و بد کا اعمال سے فرق پیدا ہوتا ہے ورنہ باعتبار خلقت، ظلمت محض کوئی بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ ہر یک میں نُور کا ذرّہ مخفی ہے اس میں باوا صاحب نے ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے اِقتباس کیا ہے اسی لئے اللہ اور نُور کا لفظ شعر میں قائم رہنے دیا تا اقتباس پر دلالت کرے اور نیز حدیث اوّل مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ کی طرف بھی اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔"

(ست بچن۔ صفحہ ۱۴)

سورۃ الانعام آیت ۱۲۳: ﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۔ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ﴾۔ اور کیا وہ جو مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس کے لئے وہ نور بنایا جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے درمیان پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں پڑا ہوا ہو (اور) ان سے کبھی نکلنے والا نہ ہو۔ اسی طرح کافروں کے لئے خوبصورت کر کے دکھایا جاتا ہے جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ہر روز سوچو کہ یہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے یا مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی۔ تا سمجھ آئے کہ ظلمات سے نُور میں یعنی بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہنچے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ۔ پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور ایک پہچان "نبوت" کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو ہوتے ہیں وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کے لئے وعظ کرو۔ پھر تمہارے بھی دشمن ہو جاویں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا: کیشب، دیانند، سرسید، مرزا صاحب چاروں اصلاح کے مدعی ہیں، ان میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا: یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں!۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"کیا وہ شخص جو مُردہ تھا اور ہم نے اُس کو زندہ کیا اور ہم نے اس کو ایک نُور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی اُس نُور کی برکات لوگوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ کیا ایسا آدمی اُس آدمی کی مانند ہو سکتا ہے جو سراسر تاریکی میں اسیر ہے اور اُس سے نکل نہیں سکتا۔ نور اور حیات سے مراد روح القدس ہے کیونکہ اُس سے ظلمت دُور ہوتی ہے اور وہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اِسی لئے اُس کا نام روح القدس ہے یعنی پاکی کی روح جس کے داخل ہونے سے ایک پاک زندگی حاصل ہوتی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۹۹)

سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸: ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔ جو اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت زہیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنے والے خدائے رحمان کے داہنے ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے (اور حق یہ ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہی شمار ہوتے ہیں) یہ لوگ اپنے فیصلے میں اور اپنے اہل و عیال میں اور جس کے بھی وہ نگران بنائے جاتے ہیں، عدل کرتے ہیں۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

حضرت امّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہؓ کے پاس آئے۔ اس وقت ابو سلمہؓ کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں (یعنی ان کی وفات واقع ہو جانے کے بعد آنکھیں کھلی تھیں)۔ آپؐ نے اُن کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا: جب رُوح قبض ہو جاتی ہے تو آنکھیں بھی اس کی پیروی کرتی ہیں۔ اس پر اُن کے اہل خانہ میں سے بعض نے شور مچانا شروع کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: اپنے بارے میں صرف بھلائی کی دعا کرو کیونکہ جو کچھ بھی تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ابو سلمہؓ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما۔ اور اس کی باقی رہ جانے والی اولاد میں اس کا خلیفہ ہو جا۔ اے ربّ العالمین! ہمیں بھی بخش دے اور اسے بھی بخش دے۔ اور اس کی قبر اس کے لئے وسیع فرما دے اور اس میں اس کے لئے نُور رکھ دے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا غالباً ایک نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ وقت کے لئے آپؐ نے اس عورت 'یا راوی کہتے ہیں کہ' اس نوجوان کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا لوگوں نے اس عورت یا اس نوجوان کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتاؤ کہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے آپ کو قبر کے بارے میں بتایا۔ تب آپؐ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: یہ قبریں اہلِ قبور کے لئے تاریکی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور میرے ان کے لئے دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ قبروں کو ان کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہی لوگ ہیں جو اُس رسول نبی پر ایمان لاتے ہیں کہ جس میں ہماری قدرتِ کاملہ کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل میں اُس کی نسبت پیشین گوئیاں موجود ہیں جن کو وہ آپ بھی اپنی کتابوں میں موجود پاتے ہیں۔ دوسری وہ نشانی کہ خود اُس نبی کی ذات میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ باوجود اُمّی اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہر ایک قسم کی حقیقی صداقتیں جن کی سچائی کو عقل و شرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحۂ دنیا پر باقی نہیں رہی تھیں لوگوں کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہے اور اُن کو اُس کے بجالانے کے لئے حکم کرتا ہے اور ہر ایک نامعقول بات سے کہ جس کی سچائی سے عقل و شرع انکار کرتی ہے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو پاک اور پلید چیزوں کو پلید ٹھہراتا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کے سر پر سے وہ بھاری بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے اور جن طوقوں میں وہ گرفتار تھے، اُن سے خلاصی بخشتا ہے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لاویں اور اس کو قوت دیں اور اُس کی مدد کریں اور اُس نُور کی بکلّی متابعت اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ وہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۷۳ تا ۴۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کے دل کو شیشۂ مصفّٰی سے تشبیہ دی جس میں کسی نوع کی کدورت نہیں۔ یہ نورِ قلب ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے فہم و ادراک و عقلِ سلیم اور جمیع اخلاقِ فاضلہ جبلّی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جس میں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے۔ یہ نُورِ عقل ہے کیونکہ منبع و منشا جمیع لطائفِ اندرونی کا قوتِ عقلیہ ہے۔ پھر ان تمام نوروں پر ایک نُورِ آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا۔ یہ نُورِ وحی ہے اور انوارِ ثلاثہ مل کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے۔ یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارے میں قدوسِ قدیم کی طرف سے قانونِ قدیم ہے اور اس کی ذاتِ پاک کے مناسب۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نورِ قلب و نورِ عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نورِ وحی ہرگز نہیں پاتا۔" (براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ روحانی خزائن۔ جلد اوّل۔ حاشیہ۔ صفحہ ۱۹۷۔۱۹۸)

الہام ۱۸۸۳ء: "میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۵۵۷۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

فرمایا: "یہ وہی چمکار ہے جو کوہ طور کی چمکار سے مشابہت رکھتی ہے۔ اور اس سے مراد جلالی معجزات ہیں۔ جیسا کہ کوہ طور پر بنی اسرائیل کو جلالی معجزات دکھائے گئے تھے۔"

(ضمیمہ چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۲۷)

الہام ۱۸۹۱ء: "میں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔" (تذکرہ۔ صفحہ 185۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

الہام ۲۱/ستمبر ۱۸۹۲ء: "سَیُوْلَدُ لَکُمُ الْوَلَدُ وَ یُدْنٰی مِنْکُمُ الْفَضْلُ. اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ"۔ (رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۲۶)

عنقریب تمہارے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تم سے نزدیک کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نُور قریب ہے۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۲۰۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک الہام ہے ۳۰/ستمبر ۱۸۹۲ء کا: "ظُلُمٰتُ الْاِبْتِلَآءِ. ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ. یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ. اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ. اَجِیْءُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ."

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۵۰)

ابتلاء کے اندھیرے۔ یہ سخت دن ہے۔ تجھے ایک بیٹا عطا ہو گا اور فضل تیرے نزدیک ہو گا۔ میرا نُور قریب ہے۔ میں جناب باری سے آتا ہوں۔" (تذکرہ۔ صفحہ ۲۰۳۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)